رسائل اصول حدیث

(عربی و فارسی)

تالیف

حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ

تمہید و ترجمہ

نورالحسن راشد کاندھلوی

ناشر

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی، کاندھلہ

رسائل اصول حدیث

(عربی و فارسی)

تالیف

حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ

تمہید و ترجمہ

نور الحسن راشد کاندھلوی

ناشر

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی، کاندھلہ

سلسلہ مطبوعات مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

رسالہ اصول حدیث	حضرت مفتی الٰہی بخش کاندہلوی
ترجمہ و تعارف	نور الحسن راشد کاندھلوی
ناشر	مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کاندھلہ
صفحات	۴۰
مطبع	
تاریخ طباعت	محرم الحرام ۱۴۲۲ھ، اپریل ۲۰۰۱ء
قیمت	بیس روپے ۲۰/۰۰

رسالہ اصولِ حدیث

رسالہ اصول حدیث (منظوم فارسی) رسالہ اصول حدیث (عربی)

تالیفات حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ

تعارف، ترجمہ اور حواشی

نورالحسن راشد کاندھلوی

خاتم مثنوی مولانا روم حضرت مفتی الٰہی بخش (نشاط) کاندھلوی (ولادت ۱۱۶۲ھ وفات ۱۲۴۵ھ، ۱۸۲۹ء) کی تالیفات کا سرمایہ خاصا وسیع اور متنوع موضوعات پر مشتمل ہے، اب تک ایک سو پانچ تالیفات تراجم اور حواشی وغیرہ کا علم ہوا ہے، ان میں سے ایک خاصی معروف اور بار بار چھپنے والی تالیف، رسالہ اصول حدیث (منظوم) ہے۔

رسالہ اصول حدیث تقریباً سو سال (طبع اولی ۱۳۲۱ھ) سے چھپ رہا ہے، مولانا خیر محمد صاحب جالندھری کے اصول حدیث پر مختصر تالیف خیر الاصول کے ساتھ اس رسالہ کی شمولیت کے بعد اس کی اشاعت و مقبولیت میں خاص اضافہ ہوا، مگر چوں کہ کسی بھی شائع کرنے والے کے سامنے حضرت مفتی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا اصل نسخہ نہیں تھا، اس لئے تمام مطبوعہ نسخوں میں کئی موقعوں پر الفاظ اور اشعار میں تغیر ہو گیا ہے اور اس کا کوئی ترجمہ بھی نہیں چھپا، زیر نظر اشاعت میں پہلی بار حضرت مصنف کے نسخہ سے استفادہ کر کے متن کی اصل سے مطابقت اور اردو ترجمہ کی کوشش کی گئی ہے۔

وجہ تالیف: صدیوں سے معمول تھا جو حضرت شاہ ولی اللہ، ان کے صاحبزادگان والاشان، ان کے خاندان اور سلسلہ میں بھی جاری رہا کہ وہ اپنے

عزیز اور باصلاحیت شاگردوں کو فن کی اہم کتابیں پڑھانے سے پہلے، زیر درس موضوعات پر ایسے رسائل یا مختصر کتابیں لکھ کر متعلقہ کتابوں سے پہلے پڑھاتے تھے۔ پھر ان موضوعات کی متداول کتابوں کے درس و تعلیم کا موقعہ آتا تھا، غالباً ایسے ہی کسی موقع پر اپنے کسی عزیز شاگرد کے لئے حضرت مفتی صاحب نے یہ رسالہ تالیف اور نظم فرمایا ہوگا۔ مگر یہ صرف ایک خیال ہے، صحیح معلوم نہیں۔

سنہ تالیف رسالہ اصول حدیث کی وجہ تالیف کی طرح اس کا سنہ تالیف بھی واضح طور سے معلوم نہیں، مگر اصول حدیث پر یہ منظومہ حضرت مفتی صاحب کی اس بیاض میں درج ہے، جو مفتی صاحب نے تھانہ بھون اور سہارنپور کے زمانہ قیام ۱۲۲۰ھ تا ۱۲۲۹ھ (۱۸۰۵ء تا ۱۸۱۴ء) میں مرتب فرمائی تھی، جس میں عموماً وہی تحریرات و منظومات درج ہیں جو اس زمانہ میں مفتی صاحب کو دستیاب ہوگئیں یا مرتب کی گئیں، مثلاً اس بیاض میں درج ذیل رسائل نقل ہیں:

۱۔ رسالہ وہابیہ، تالیف شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی۔ مؤلفہ ۱۲۱۸ھ، نقل بقلم مفتی الٰہی بخشؒ، در ۱۲۲۳ھ۔

۲۔ تحریر مکتوبہ ۱۲۲۳ھ (حضرت صابر کلیری کو خواب میں دیکھنے کی روداد) سہارنپور صفر ۱۲۲۸ھ۔

۴۔ تلخیص رسالہ مولوی صبغۃ اللہ سہالوی (در اثبات خلافت ائمہ ثلاثہ) تلخیص و تحریر، حضرت مفتی الٰہی بخش۔ مقام بریلی، ۱۲۲۶ھ۔

۵۔ شرح القاف الاربعین، تالیف و تحریر حضرت مفتی الٰہی بخش، بہ قیام تھانہ بھون، در ۱۲۲۷ھ تصنیف شد۔

۶۔ رسالہ در فرائض عبادات و عقائد (منظوم) تالیف و تحریر، حضرت مفتی الٰہی بخش۔ سہارنپور ۱۲۲۹ھ۔

اسی بیاض میں مذکورہ بالا کتابوں میں سے آخری تحریر، رسالہ در فرائض (منظوم) مکتوبہ ۱۲۲۹ھ سے صرف دو ورق پہلے رسالہ اصول حدیث کا اندراج

ہے، جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ رسالہ اصول حدیث ۱۲۲۸ھ کے آخر یا ۱۲۲۹ھ کے شروع میں تالیف ہوا ہے اور اسی وقت اس بیاض میں لکھ دیا گیا ہے۔

یہ بیاض جس میں رسالہ اصول حدیث شامل ہے، رنگارنگ معلومات کا ایک گلدستہ اور متنوع افادات واطلاعات کا ایک گنجینہ ہے، اس میں حدیث، تفسیر، فقہ، دینیات، عقائد وکلام اور طب وعملیات کی مختلف موضوعات کی متعدد کتابوں کے چھوٹے بڑے اقتباسات بلا کسی ترتیب کے نقل ہیں، نیز مفتی صاحب کی متعدد تالیفات وتلخیصات ان کا اردو فارسی کلام، ذاتی یادداشتیں، مستعار آئی اور گئی ہوئی کتابوں کا تذکرہ، اپنے ذمہ واجب حقوق اور مالی معاملات کی تفصیل۔ بعض اجداد کا احوال اور حضرت شاہ عبدالعزیز کے درس میں مفتی صاحب نے جو کتابیں پڑھیں ان سب کی مصنفین تک مکمل سندیں، مفتی صاحب کے قلم سے درج ہیں۔ نیز مفتی صاحب کے متعدد شاگردوں خصوصاً (مولانا) میاں وجیہ الدین سہارنپوری (استاد حدیث حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری) کی تحریریں اور فتوے بھی موجود ہیں۔ یہ بیاض مکمل صورت میں دو سو سے زائد اوراق پر مشتمل ہوگی، اس وقت اس بیاض کا جو حصہ موجود ہے اس میں ایک سو ستاون تک اوراق نمبر کا اندراج ہے، لیکن اس میں سے بھی دس بارہ ورق غائب ہیں، موجودہ اوراق میں سے ایک سو باون ورق کے دونوں صفحات پر رسالہ اصول حدیث تحریر ہے، جس کا حرف حرف حضرت مصنف کے قلم کا لکھا ہوا ہے۔ اشعار کے آغاز سے پہلے "تصنیف بندہ الٰہی بخش" لکھا ہے اور آخر میں "من تصنیفات الکاتب" درج ہے، جو اصول حدیث کا اصل نسخہ اور غالباً مسودہ بھی ہے۔ اس نسخہ میں دو شعر ایسے بھی ہیں جو قلم زد کر کے دوبارہ لکھے گئے ہیں۔ چند اشعار پر مصنف نے نظر ثانی اور جزوی تبدیلی بھی کی ہے اس نسخہ میں دو عنوانات کے تحت پنتالیس شعر درج ہیں، پہلے صفحہ (بیاض ورق۔ ۱۵۲۔ الف) پر بتیس شعر آئے ہیں، دوسرے صفحہ (۱۵۲ب) پر تیرہ شعر۔ دو عنوانات اور دس اشعار کا

بعد میں اضافہ ہوا، جو مفتی صاحب کی زیر تعارف بیاض میں درج نہیں، ممکن ہے یہ اضافہ کسی ایسی بیاض میں درج ہو جو راقم سطور کی نظر سے نہیں گذری۔

مطبوعہ نسخوں کی اساس اصول حدیث کا سب سے پہلا مطبوعہ نسخہ (راقم سطور کی معلومات میں) وہ ہے، جو مولانا نظام الدین کیرانوی کی تصحیح، تمہید اور حواشی سے مزین ہو کر مطبع رنگین دہلی سے ۱۳۲۱ھ (۱۹۰۴ء) میں شائع ہوا تھا، بعد کے تمام نسخے اس کی نقل ہیں، یا اس سے استفادہ کر کے شائع کئے گئے ہیں، مولانا نظام الدین نے حضرت مولانا شیخ محمد تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ وفات (سنہ ۱۲۹۶ھ، ۱۸۷۹ء) کے ذاتی ذخیرہ کے نسخہ کو بنیاد بنادیا ہے، مگر اس نسخہ کے کاتب اور سن کتابت کی مولانا نظام الدین نے صراحت نہیں کی، اور یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ نسخہ (جو مولانا شیخ محمدؒ کے کتب خانہ میں تھا) نسخۂ مصنف کی نقل ہے، یا کسی اور نقل سے لیا گیا ہے۔ بظاہر یہی ہے کہ کسی اور نسخہ سے نقل ہوا ہے، ورنہ اس میں اور اصل نسخہ میں تفاوت نہ ہوتا۔

نسخہ کی کیفیت مولانا نظام الدین نے کتب خانۂ مولانا شیخ محمد تھانوی کے جس نسخہ سے استفادہ کیا وہ نسخہ خستہ و شکستہ اور کیڑوں سے متاثر تھا اور اس میں سے کچھ سطریں یا اشعار اس حد تک ضائع اور ختم ہو چکے تھے کہ بالکل سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ مولانا نظام الدین نے اس نسخہ کی مذکورہ کیفیت کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

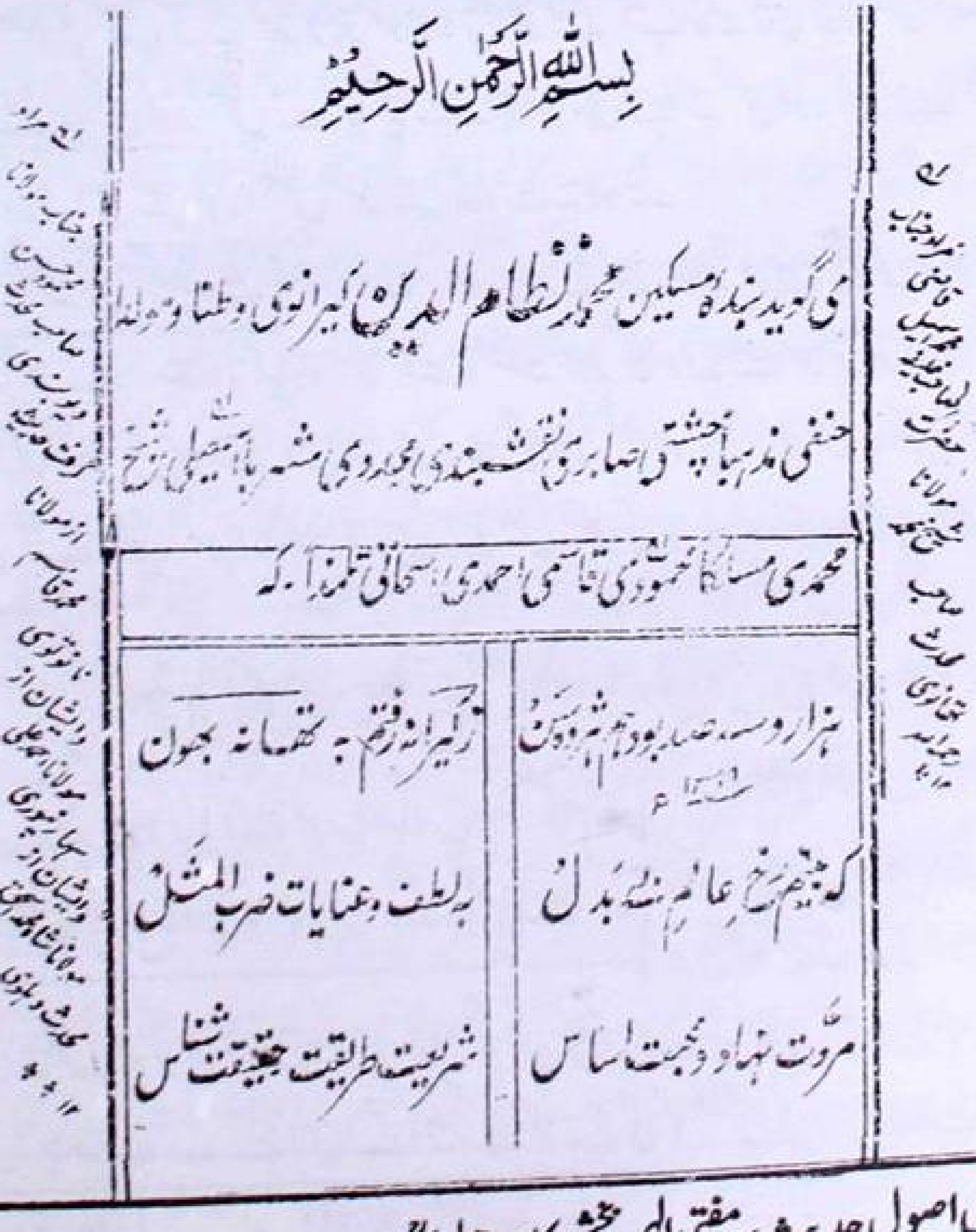
که از کهنگی بود حالش تباه　　نمی آمد اصلاً بفهمید آه!

اس نسخہ کی دریافت اور اصلاح و ترمیم کا احوال مولانا نظام الدین کے قلم سے

مولانا نظام الدین کو اس نسخہ کے دریافت سے بہت خوشی ہوئی، انہوں نے اپنے ایک عزیز شاگرد مولوی مشتاق احمد چرتھاولی کو جن کی حدیث کی کتابیں شروع ہونے والی تھیں، پڑھانے کے لئے اس کے درست کرنے کی کوشش کی، جو مقامات (مولانا

کے خیال میں) تصحیح طلب تھے، ان کو صحیح کیا، جو الفاظ اس نسخہ میں ضائع ہو گئے تھے، یا غلط لکھے ہوئے تھے ان کو دوبارہ لکھا، یا ان میں ترمیم کی۔ مولانا نظام الدین کو یہ بھی خیال ہوا کہ اس رسالہ میں چند ضروری باتیں رہ گئی ہیں۔ مولانا نے ان سب کا اضافہ کیا، اس طرح یہ رسالہ مکمل ہوا اور مولانا کی فرمائش پر مرزا یعقوب بیگ نے، مطبع رنگین دہلی سے ذی قعدہ ۱۳۲۱ھ (جنوری فروری ۱۹۰۴ء) میں شائع کیا۔

مولانا نظام الدین نے اپنے سفر تھانہ بھون، وہاں رسالہ اصول حدیث کے نسخہ کی دریافت، اس کی نقل اور اس میں اپنی تصحیح و ترمیم کا اپنی منظوم تمہید میں مفصل ذکر کیا ہے یہ منظومہ پچیس اشعار پر مشتمل ہے اور تمام لائق مطالعہ ہے، اسی لئے یہاں نقل کیا جا رہا ہے، ترجمہ راقم سطور کا ہے۔



خلیفہ امی ما قیناً ز تست خویش | جہان رہنما مرہم قلب ریش
منور کن حلقۂ فاذکروا | بہ بزم دلان رونق ہائے ہو
گہے الله الله در زبان | گہ الله نور السموات خوان
بقصر الف ۱۲ مد الف ۱۲
گہے مثبت نور حق در قلوب | گہے نافی ریب و نقص و عیوب
گہے در تپ عشق مولی تپان | گہے ...ش ...گاہ نعرہ زنان

بدل نقشبند بزرگان چشت | منور کن سینہ چون بہشت
قدم بر قدم والد خویش را | جلا بخش قلب صفا کیش را
محمد عمر شیخ عرفان مآب | ستودہ صفات مبارک خطاب
حضرت مولانا محمد عمر صاحب خلیفہ حضرت قاضی صاحب
چو رفتم بخدمت کرم ہا نمود | کہ بر من نظر بیش از بیش بود
نگویم چہ لطف و عنایات ساخت | چہ فرمودہ و با چہ دولت نواخت
چو بگذشت یک ہفتہ در ہا و ہو | ز باطن بظاہر نمود اندرو
بمن بود از بسکہ الفت زیاد | کتبخانہ خویش پیشم کشاد

[illegible]

نمودند بس نسخہائے عجیب ۔ ہمہ مردم دیدہائے لبیب (دانا ۱۲)

بیک نسخہ ناگہ نگاہم فتاد ۔ کہ بُد بہرِ طلاب نعم المراد

اصول حدیث رسول خدا ۔ بنظمش درآورد مفتی[۱] ورا

کدام؟ آنکہ در کاندھلہ ظاہر است (مفتی ۱۲) ۔ بلفظ عرب اللّٰہم اغفر است (الٰہی بخش ۱۲)

چو دیدم ز آنحضرتش خواستم ۔ پس آنرا بہ تصحیح آراستم

نہ بر صرف تصحیح شد اکتفا ۔ بسا جائے ترمیم کردم ورا

کہ از کہنگی بود حالش تباہ ۔ نمے آمد اصلا بفہمید آد

بیانیکہ اصلا ندیدم درو ۔ زنزد خودش ہم فزودم برو

وآن نسخۂ کہنہ را زان سپس ۔ تبرّک شمردہ نہادم و بس

امید دعا دارم از خاص و عام ۔ رسد بر پیمبر درود و سلام

[۱] مراد جناب مفتی الٰہی بخش صاحب کاندہلوی کہ فاضل اجل بودہ و دفتر ششم مثنوی مولانا روم تصنیف کردہ ۱۲

حمد و نعت کے بعد ناچیز بندہ محمد نظام الدین جس کی پیدائش اور وطن کیرانہ ہے، حنفی مسلک کا پیرو، سلوک میں چشتی، صابری، نقشبندی، مجددی ہے۔ مولانا قاضی محمد اسماعیل منگلوری اور ان کے واسطہ سے مولانا شیخ محمد تھانوی سے وابستہ ہے، مولانا محمود حسن (شیخ الہند) کا شاگرد، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نیز حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپور، اور حضرت شاہ محمد اسحاقؒ کے سلسلۂ تلامذہ سے جڑا ہوا ہے، کہتا ہے کہ سن ایک ہزار تین سو اٹھارہ (۱۳۱۸ھ) تھا کہ میں کیرانہ سے تھانہ بھون گیا۔

وہاں میں نے ایک بے نظیر عالم کو دیکھا جو لطف عنایات میں ضرب المثل ہیں۔ نہایت کرم فرمانے اور محبت کرنے والے، شریعت طریقت اور حقیقت کے جاننے والے۔

ہمارے مرشد اور اپنے وقت کے سربراہ، دنیا کے رہنما اور ٹوٹے دلوں کے مرہم۔ اللہ کے ذکر سے حلقہ کو منور کرنے والے، اہل دل کی محفل ہاؤ ہو کی رونق۔

کبھی اللہ اللہ زبان پر ہے، کبھی اللہ نور السمٰوات والارض پڑھ رہے ہیں، کبھی حق کا نور دلوں میں ڈال رہے ہیں، کبھی لوگوں کے نفس کے نقائص اور عیب دور کر رہے ہیں۔

کبھی عشق الٰہی کی آگ میں جل رہے ہیں اور دل کے جوش کی وجہ سے نعرہ مار رہے ہیں۔ دل پر بزرگانِ چشتی کا نقش جمانے والے، سینہ کو جنت کی طرح روشن کئے ہوئے، اپنے والد کے طریقہ پر قدم بہ قدم چلنے والے۔ صاف دلوں کو روشنی بخشنے والے۔

وہ معرفت نشاں مولانا محمد عمر[1] ہیں۔ جو پاکیزہ عادتوں اور عمدہ خطاب والے ہیں۔

---

(۱) مولانا محمد عمر خلف مولانا شیخ محمد تھانوی: مولانا شیخ محمد تھانوی نے کئی نکاح کئے، ایک زوجہ مسماۃ عائشہ تھیں، جو قاضی سعادت علی کی دختر تھیں۔ ان سے مولانا کے صاحبزادے مولانا محمد عمر تولد ہوئے، مولانا فتح محمد تھانوی سے ابتدائی تعلیم پائی، دہلی کے اساتذہ سے تکمیل کی۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے بہت کرم فرمایا کیوں کہ مجھ پر عنایات کی زیادہ سے زیادہ نظر کی تھی۔

میں کیا کہوں کیا کیا الطاف و عنایات فرمائے، کیا فرمایا اور کس دولت سے سر فراز کیا۔

جب ایک ہفتہ شغل معرفت میں گذر گیا اور باطن میں بظاہر ایک کیفیت آگئی، چوں کہ مجھ سے بہت زیادہ محبت تھی اس لئے موصوف نے اپنا کتب خانہ میرے سامنے کھول دیا۔

وہاں کتابوں کے بڑے عجیب و غریب نسخے تھے، جو اہل دانش کے مطالعہ کے لائق تھے۔

بقیہ: حاشیہ صفحہ گذشتہ

مولانا محمد عمر جید عالم، قاضی محمد اسماعیل منگوری کے بلند پایہ اور مرجع خلائق خلیفہ تھے۔ مولانا نظام الدین نے قاضی اسماعیل کی وفات کے بعد مولانا محمد عمر سے رجوع کیا تھا۔

مولانا محمد عمر تھانوی خلف مولانا شیخ محمد تھانوی کی ۲۲ر شوال ۱۲۸۲ھ ہفتہ کو ٹونک میں ولادت ہوئی۔ سلسلہ ارشاد و اصلاح شباب پر تھا کہ صرف سینتیس ۳۷ سال کی عمر میں، رمضان المبارک ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۱ء میں اچانک رحلت کر گئے۔ مولانا نظام الدین نے مولانا محمد عمر کا کئی موقعوں پر بڑی محبت و عقیدت سے تذکرہ کیا ہے۔ رسالہ اصول حدیث کی تمہید میں درج اشعار اوپر گذر چکے ہے۔ حاشیہ بیاض محمدی میں لکھتے ہیں:

"حضرت ممدوح شیخ المشائخ حضرت پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے اعاظم خلفاء میں سے تھے۔ آپ کے بہت سے خوارق اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ جب کبھی حلقہ توجہ دہی میں بیٹھ جاتے ہزاروں سوختہ جاں مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتے اور ذوق و شوق میں خود ذکر جہر میں مشغول ہو جاتے تو در و دیوار شجر و حجر سے اللہ اللہ کی آوازیں آتیں۔ مختلف اضلاع میں آپ کے ہزاروں خادم ہیں، جن میں بہت لوگ اللہ اللہ کرنے والے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے حالات جہاں تک دستیاب ہوئے جمع کر کے ہدیہ ناظرین کئے جائیں گے۔"

بیاض محمدی حاشیہ ص ۱۷ حصہ اول مرتبہ مولانا نظام الدین کیرانوی۔ (مسلم پریس دہلی، ۱۳۲۴ھ)

نیز ملاحظہ ہو: مقدمہ تحقیق وصیت الوجود الشہود۔ مولانا شیخ محمد تھانوی۔ مقدمہ جناب ثناء الحق دیوبندی ص ۸۵۔۸۶ (کراچی: ۱۹۶۳ء)

اچانک ایک قلمی نسخہ پر میری نگاہ پڑ گئی جو طالب علموں کے لئے بہتر تحفہ تھا۔ یہ حدیث نبی ﷺ کے اصول تھے، جس کو ایک مفتی نے نظم کیا تھا کون مفتی؟ جو کہ کاندھلہ کے مشہور ہیں، جن کا نام عربی میں اے اللہ مغفرت فرما (الٰہی بخش) ہے۔

جب میں نے یہ رسالہ دیکھا اپنے حضرت سے مانگ لیا، پھر اس کو درست کیا سنوارا صرف تصحیح پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ اس میں بہت جگہ ترمیم بھی کی، کیوں کہ پرانا ہونے کی وجہ سے اس کی حالت خراب تھی، بعض جگہ سے بالکل سمجھ میں ہی نہیں آتا تھا۔ اور جو ضروری باتیں میں نے اس میں نہ دیکھیں ان کا اپنے پاس سے اضافہ کیا، پھر اس پرانے نسخہ کو صرف ایک تبرک سمجھ کر رکھ دیا اور بس۔

میں ہر خاص و عام سے دعا کی امید (اور درخواست) کرتا ہوں، رسول پاک ﷺ پر درود ہو۔

پھر دوبارہ کہتا ہے ناچیز بندہ محمد نظام الدین کیرانوی، چوں کہ یہ منظوم رسالہ طلبۂ علم دین کے لئے مفید تھا، اس لئے میں اس کے چھپوانے کا خیال رکھتا تھا، تاکہ عزیزوں کے کام آئے، خصوصا عزیز القدر مشتاق احمد چرتھاولی کے، کیوں کہ ان کی حدیث کی تعلیم کا وقت قریب ہے، ان کی صلاحیت زیادہ سے زیادہ ہو، اس لئے میں نے (یہ رسالہ) اپنے دوست مرزا یعقوب بیگ[1] صاحب کے سپرد کر دیا تاکہ میرا مقصد بھی پورا ہو اور ان (مرزا یعقوب بیگ) کو بھی دینی اور دنیاوی نفع حاصل ہو۔ وللہ الحمد۔

---

(۱) مولانا مرزا محمد یعقوب بیگ دہلی کے ممتاز عالم مصنف مترجم تھے۔ تفسیر مظہری قاضی محمد ثناء اللہ، الترغیب والترھیب، علامہ منذری۔ الاربعین فی اصول الدین، حضرت امام غزالی۔ رسائل الارکان، علامہ عبد العلی بحر العلوم۔ جیسی جلیل القدر اور اہم ترین کتابوں کا قسط وار ترجمہ شروع کیا تھا اور یہ ترجمہ عموماً اپنے ماہانہ رسالہ کاشف العلوم میں چھاپتے تھے، جو گلی اذن بھوجلہ پہاڑی سے چھپتا تھا۔ جناب امداد صابری نے رسالہ کاشف العلوم کا ان الفاظ میں تعارف کرایا ہے:

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مولانا نظام الدین کے نسخہ کی چند فروگذاشتیں اور ترمیمات: مولانا شیخ محمد کے ذخیرہ سے مولانا کیرانوی کو جو کچھ نسخہ ملا تھا وہ خستہ اور کرم خوردہ تھا، مولانا نے غالباً کوئی اور نسخہ تلاش کئے بغیر، قیاساً اس کی تصحیح و تکمیل فرمائی تھی، اس لئے ان موقعوں پر اس کا حضرت مصنف کے نسخہ سے مختلف ہونا غیر متوقع نہیں۔

یہاں یہ صراحت مفید ہو گی کہ جو نسخہ مولانا نظام الدین کے سامنے ہے وہ شاید حضرت مفتی الٰہی بخش کے اس نسخہ کی نقل تھا، جو نظر ثانی اور ترمیم سے پہلے کا ہے۔ مفتی صاحب نے بعد میں اس کے ایک شعر میں تغیر اور الفاظ میں ترمیم کی تھی، وہ نسخہ مولانا نظام الدین کو نہیں ملا۔

مولانا نظام الدین کے مرتب کئے ہوئے نسخہ اور حضرت مفتی الٰہی بخش کے لکھے ہوئے نسخہ میں کئی طرح کا فرق اور اختلاف ہے۔ پہلا اختلاف الفاظ متن (شعروں) کا ہے، مختلف اصطلاحات کی تعریف میں تین شعر مصنف کے اشعار سے مختلف ہیں، یہ تینوں مولانا نظام الدین کی ترمیم ہیں۔

دوسرے عنوان ''اقسام حدیث باعتبار قوت وضعف رجال'' کے تحت درج تیسرا شعر مولانا نظام الدین صاحب نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

شروطش اگر جملہ کامل بود　　　صحیحش لذاتہ شمردن سزد

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

''ماہ نامہ کاشف العلوم اپریل ۱۹۰۳ء مطابق محرم ۱۳۲۱ھ کو یہ ماہنامہ رسالہ جلوہ افروز ہوا۔ اڑتالیس صفحات پر مشتمل تھا، محمد یعقوب بیگ دہلوی ایڈیٹر تھے، سالانہ چندہ دو روپے نو آنہ تھا۔ مطبع مصطفائی میں چھپتا تھا۔''

تاریخ صحافت اردو ج ۴ ص ۲۸۱ (طبع اول، دہلی) نیز ملاحظہ ہو: اردو صحافت کی ایک نادر تاریخ از مولوی محبوب عالم ایڈیٹر اخبار لاہور مرتبہ طاہر مسعود ص ۲۵۴ (لاہور: ۱۹۹۲ء)

افسوس ہے مولوی محمد یعقوب بیگ کے مزید حالات دستیاب نہیں۔

مگر یہ مولانا کی تصحیح وترمیم ہے، مفتی الٰہی بخش کا لکھا ہوا شعر اس طرح ہے:

شر وطش اگر جملہ کامل نمود　　صحیحش لذاتہ بگو، زود، زود

اسی عنوان کے تحت دسواں شعر بھی مصنف کی تحریر سے مختلف ہو گیا ہے، مولانا نظام الدین کے نسخہ میں اس کے الفاظ یہ ہیں:

وزو گشت معلل ازو　　دگر شاذ اے طالب نیک خو

حضرت مفتی صاحب کے نسخہ میں اس کی ترتیب یوں ہے:

ازو بند معلل دگر شاذ و منکر　　ہمہ نوع وے ہست پس نیک پیکر

تیسرے عنوان "اقسام حدیث" باعتبار روایت احادیث دیگر کا چوتھا شعر:

صحیح و غریب ایں شود جمع گر　　غریب است در معنی شاذ دگر

یہ بھی مصنف کے اصلاح نظر ثانی کئے ہوئے شعر سے مختلف ہے، مفتی صاحب نے اس موقع پر یہ شعر تحریر فرمایا ہے:

شود جمع یک جا صحیح و غریب　　بمعنی شاذ است، ہم اے لبیب

مولانا نظام الدین صاحب نے جو شعر یہاں نقل کیا ہے وہ مفتی صاحب کے نسخہ میں قلم زد کیا ہوا ہے، اس لئے مولانا نظام الدین کے نقل کئے ہوئے شعر کو مصنف کی اولین روایت کہنا چاہئے، مگر متن میں وہی شعر درج ہونا چاہئے تھا جو مؤلف نے ترمیم و نظر ثانی کے بعد لکھا ہے۔

جزوی ترمیمات مولانا نظام الدین کے نقل کئے ہوئے اشعار مفتی صاحب کی تحریر سے اور بھی کئی جگہ مختلف ہیں، کہیں پورا مصرعہ تبدیل ہوا ہے، کہیں الفاظ میں تغیر ہوا ہے، دوسرے عنوان کا پہلا شعر مولانا نظام الدین کے نسخہ میں ان الفاظ میں درج ہے:

صحیح و حسن یاداری ضرور　　کہ روشن کند خاطرت راز نور

مگر مفتی صاحب کے نسخہ میں دوسرا مصرعہ اس طرح ہے:

فزاید کہ تا در دلت بیش نور

اسی عنوان کا نواں شعر مولانا نظام الدین کے نسخہ میں یوں آیا ہے:

زشرطش شود جملہ با بعض دور | بہ ضبط و عدالت نماید قصور

اس کا بھی دوسرا مصرعہ مفتی صاحب کی تحریر میں اور طرح درج ہے:

عدالت و ضبط مروت قصور

کہیں کہیں مصرعوں کے الفاظ میں ضروری ترمیم بھی ملتی ہے، مثلاً دوسرے عنوان کا بارہواں شعر یہ ہے:

مخالف ثقہ گر شود با ثقات | بداں شاذ آں راتوائے خوش صفات

مفتی صاحب کی تحریر میں دوسرے مصرعہ کا پہلا لفظ "بگو" ہے "بداں" مولانا نظام الدین کی ترمیم ہے۔ مصنف کی تحریر کے مطابق اصل مصرعہ درج ذیل ہے:

بگو شاذ آں راتوائے خوش صفات

بعض مصرعوں میں ایک لفظ سے زائد کی ترمیم ہے، اسی عنوان کا ایک اور شعر ہے:

ازیں بیش گز پس تو مشہور خواں | بہ بخشد یقیں گر تواتر بداں

مگر مولانا نظام الدین کے نسخہ میں پہلا مصرعہ کچھ مختلف الفاظ میں آیا ہے۔

زیادہ گر از ویست مشہور خواں

ظاہر ہے کہ یہ ترمیم مصنف کی نہیں ہے۔

یہ ترمیمات کا تذکرہ تھا مولانا نظام الدین کے نسخہ میں ایک شعر ایسا بھی ہے جو مفتی الٰہی بخش کی تحریر میں موجود ہی نہیں۔ نہ منقول الفاظ میں، نہ ترمیم شدہ اس لئے یہ شعر زیر نظر اشاعت میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔ وہ شعر یہ ہے:

مخالف بود در حدیث از ثقات | و راوی ثقہ ہست او شاذ ذات

بین السطور اضافے اور ترمیمات: رسالہ اصول حدیث کے اشعار کے بین السطور میں جو مختصر اشارات و توضیحات حل مطلب کے لئے لکھے

ہیں، اس میں بھی متن کی طرح دونوں قسم کی ترمیم اور تغیر ہوا ہے، چند موقعوں پر حضرت مصنف کے الفاظ نسخہ میں درج نہیں، بعض جگہوں پر مختصر فقرات درج ہیں جو مولانا نظام الدین کا اضافہ ہے۔ کہیں کہیں مصنف کے الفاظ میں کچھ ترمیم بھی کی گئی ہے۔ مصنف کے جو فقرے یا توضیحات قلمی نسخہ میں درج تھے وہ سب زیر نظر اشاعت شامل کئے جارہے ہیں اور جو اشارات مولانا نظام الدین نے بڑھائے تھے۔ وہ بھی حاشیہ میں شامل کئے جارہے ہیں، ان کے ساتھ (مولانا نظام کیرانوی) کی صراحت ہے۔

رسالہ اصول حدیث کی پہلی طباعت کا تعارف مولانا نظام الدین کا مرتبہ رسالہ اصول حدیث کم یاب بلکہ قریب قریب مفقود ہے، اس لئے اس کا مفصل تعارف مناسب ہوگا۔ یہ رسالہ ذی قعدہ ۱۳۲۱ھ (جنوری، فروری ۱۹۰۴ء) میں پہلی مرتبہ مرزا یعقوب بیگ صاحب، مدیر ماہنامہ کاشف العلوم دہلی کی فرمائش پر، مطبع رنگین دہلی سے محمد امین خان کے اہتمام سے چھپا، ملنے کا پتہ مولانا یعقوب صاحب کا لکھا ہوا ہے:

”درخواستیں دہلی، بھوجلہ پہاڑی، گلی اڈن، دفتر کاشف العلوم کے پتہ سے آنی چاہئیں“

یہ رسالہ ۱۱/۱۷ سینٹی میٹر سائز کے سولہ صفحات پر مشتمل ہے، فی صفحہ نو سطرین ہیں۔ صفحہ دو سے پانچ تک مولانا نظام کی منظوم تمہید ہے، صفحہ چھ سے اصل رسالہ اصول حدیث شروع ہوا ہے، جو صفحہ بارہ پر ختم ہوگیا ہے، اس کے بعد صفحات تیرہ سے پندرہ تک حضرت مفتی الٰہی بخش کا اصول حدیث پر ایک اور مختصر رسالہ یا افادہ ہے، جو عربی میں ہے، اس پر مضمون کتاب ختم ہوگیا۔ صفحہ سولہ پر کتابوں کے اشتہارات ہیں۔

چند اور طباعتیں مولانا نظام الدین کی مرتبہ مذکورہ بالا اشاعت کے بعد رسالہ اصول حدیث کئی مرتبہ چھپا، خصوصاً مولانا خیر محمد جالندھری[1] کے

(۱) حضرت مولانا خیر محمد صاحب نامور عالم اور مفتی خیر المدارس جالندھر اور ملتان کے بانی (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

رسالہ خیر الاصول میں شامل ہونے کے بعد اس کی اشاعت و مقبولیت میں خاصا اضافہ ہوا۔ مولانا خیر محمد صاحب نے خیر الاصول ۱۰ر رمضان ۱۳۴۴ھ کو مرتب و مکمل کیا۔(۲) ۱۶ر رمضان المبارک کو اس کے ساتھ حضرت مفتی الٰہی بخش کا رسالہ اصول حدیث شامل کیا۔ مولانا خیر محمد صاحب نے لکھا ہے:

"اس رسالہ کے اخیر میں ایک فارسی رسالہ اصول حدیث کا منظوم حضرت مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلویؒ، کا تبرکاً افادۃً للطلبہ ملحق کیا گیا ہے"۔

مؤلف ۱۶ر رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ

خیر الاصول (جس میں مفتی صاحب کا رسالہ اصول حدیث بھی شامل تھا) پہلی مرتبہ تالیف کے فوراً بعد ۱۳۴۴ھ (وسط ۱۹۲۶ء) میں مطبع قاسمی دیوبند سے شائع ہوا۔ یہ طباعت متوسط سائز کے سولہ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں گیارہ صفحات تک مولانا خیر محمد صاحب کا رسالہ ہے، تیرہ سے پندرہ تک مفتی صاحب کا، اس رسالہ کے ٹائیٹل پر یہ الفاظ درج ہیں۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے ممتاز ترین خلفاء میں شمار کیے جاتے تھے۔ عروان جلا نکودر ضلع جالندھر رہنے والے الٰہی بخش خلف خدا بخش کے صاحبزادے اور رائیں برادری کے فرد تھے، نکودر، رائے پور گوجران، گلاوٹھی اور بریلی وغیرہ میں تعلیم پائی، بریلی کے مدرسہ اشاعت العلوم سے فارغ ہوئے۔

تعلیم کے بعد صادق آباد منڈی بھاولپور میں مدرس مقرر رہے، جالندھر میں بزرگوں کے مشورہ سے مدرسہ قائم کیا، جس نے بہت ترقی کی اور ۴۷ء میں ملتان منتقل ہو گیا۔ حضرت تھانوی نے ۷ار رجب ۱۳۴۷ھ کو خلافت واجازت سے نوازا۔ ۲۰ر شعبان ۱۳۹۰ھ (۲۲ر اکتوبر سنہ ۱۹۷۰ء) کو ملتان میں وفات پائی۔ مزید معلومات کے لئے دیکھیے بزم اشرف کے چراغ ص ۲۶۔۳۵۷، پروفیسر احمد سعید (مصباح اکیڈمی لاہور: ۱۹۹۲ء) نیز مشاہیر علماء دیوبند ص ۱۷۸ تالیف قاری فیوض الرحمٰن (مکتبہ عزیزیہ لاہور ۱۹۷۶ء)

(۲) اس پر مولانا کے ال ظ میں دستخط ہیں:

"العبد الضعیف خیر محمد، مدرس اول مدرسہ احیاء العلوم، منڈی صادق گنج۔ ریاست بھاولپور۔ ۱۰ر رمضان ۱۳۴۴ھ"

"خیر الاصول فی حدیث الرسول (ﷺ)"

مؤلفہ خادم الطلبہ، خیر محمد عفا اللہ عنہ۔

ناظم تعلیمات مدرسہ عربی فیض محمدی، محلہ پورانی کچہری، جالندھر شہر۔

خیر الاصول مطبع قاسمی دیوبند سے دوسری مرتبہ اس وقت چھپا، جب مولانا عتیق احمد صدیقی دیوبندی (مدیر ماہنامہ قاسم العلوم) مطبع قاسمی کے نگراں تھے۔ اس نسخہ پر طباعت درج نہیں، غالباً ۱۳۵۴ھ یا ۱۳۵۵ھ کی اشاعت ہے۔ خیر الاصول اور رسالہ مفتی صاحب دوسرے مطابع کے علاوہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند سے بھی کئی بار چھپا ہے، بعد میں پاکستان میں بھی مختلف اداروں نے شائع کیا، پاکستان کی آخری اشاعت (جو راقم سطور کی نظر سے گذری) مکتبہ امدادیہ ملتان کی ہے۔

رسالہ اصول حدیث عربی: مولانا نظام الدین اور مولانا خیر محمد صاحب دونوں کے مرتب کئے ہوئے نسخوں میں مفتی صاحب کے فارسی رسالہ کے ساتھ آخر میں اسی موضوع پر عربی میں بھی ایک مختصر رسالہ یا افادہ شامل ہے، مگر یہ افادہ مفتی صاحب کے مرتبہ اصل نسخہ کے ساتھ شامل نہیں اور مفتی صاحب کی جن بیاضوں تالیفات اور تحریرات سے راقم سطور کو استفادہ کا موقع ملا ہے، ان میں بھی عربی رسالہ کی اصل و نقل یا اس کا کوئی حوالہ نہیں ملا، مگر امید یہی ہے کہ حضرت مفتی سے اس کی نسبت تالیف درست ہے، ممکن ہے کہ اس کی اصل مفتی صاحب کے ان مسودات اور بیاضوں میں ہو جو ہماری دسترس میں نہیں، یا ضائع ہوگئی ہیں۔ بہر حال اس رسالہ کو بھی یہاں شائع کیا جارہا ہے۔

اصول حدیث

منظوم

مصنفہ

عالم اجل فاضل اکمل حضرت مفتی الٰہی بخش [illegible]

مصححہ و مرتبہ

ادیب اریب مولوی محمد نظام الدین صاحب کیرانوی سلمہ اللہ القوی

بفرمایش عالی جناب مولوی مرزا محمد [illegible] صاحب

رسالہ کاشف العلوم دہلی سلمہم اللہ تعالیٰ

بماہ ذیقعدہ [illegible]

درمطبع نگینہ پریس واقع دہلی محمد امین خان طبع

اطلاع

طالب درخواستین دھلی - بھوجلا پہاڑی گلی اودن دفتر کاشف العلوم [illegible]

قیمت فی جلد ار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱	بحمدِ خدا خالقِ جزو و کل	زبان را کنم تازہ از برگِ گل	[۱]
۲	بنامِ محمد کہ پیغمبر ست	سرایم سخن را کہ او رہبر ست	[۲]

۳	بیان احادیث واقسام او	به پیشت کنم از دل و جان شنو	[۳]
۴	حدیث آنچه مروی ز پیغمبر ست	دگر قول یا فعل و تقریر ہاست	[۴]
۵	ہمین ہر سہ ز اصحاب و ز تابعی	حدیث ست اشہر اثر بشنوے	[۵]

اقسام حدیث باعتبار حذف رواۃ

۶	روایت اگر تا پیمبر رسد	ورا نام مرفوع شد ای سند	[۱]
۷	وگر تا صحابی رسانی و بس	بود نام موقوف آن را سپس	[۲]
۸	وگر منتہی شد بر تابعی	بود نام مقطوعش ای متقی (مقطوع ۱۲)	[۳]
۹	بموقوف و مقطوع نام اثر	نمایند اطلاق اہل ہنر	[۴]
۱۰	کسے نیست گر حذف از راویان	بود نام او متصل بیگمان	[۵]
۱۱	چو از در میانش کسے حذف شد	پس از منقطع گفتنش نیست بد (بجا)	[۶]
۱۲	وگر از مبادی کنی حذف نام	معلق بخوانش تو ای شاد کام	[۷]
۱۳	چو تا تابعی ہست و اصحاب نیست	سند مرسل او را بدان و بالیست	[۸]

۱۴	وگر از سند چند راوی بری	ولے پے بہ پے معضل است اے جری	[۹]
۱۵	وگر بے توالی رود منقطع (پے بہ پے ۱۲)	شماری ہم آنرا بشو مطلع	[۱۰]

اقسام حدیث باعتبار قوت وضعف رجال

۱۶	صحیح و حسن یاد داری ضرور	کہ روشن کنند خاطرت راز نور	[۱]
۱۷	اگر راویش عدل و ضابط بود (مبالغہ عادل ۱۲)	سند متصل تا پیمبر رود	[۲]
۱۸	صحیحش بخوانند اصحاب فن (صحیح ۱۲)	دو قسمش بود ہم شنو این سخن (یعنی صحیح دو قسمت لذاتہ ولغیرہ ۱۲)	[۳]
۱۹	شروطش اگر جملہ کامل نمود	صحیحش لذاتہ بگو زود زود (شین ضمیر ۱۲)	[۴]
۲۰	اگر ضبط او تام نبود ولے	شدش جبر نقصان ز دیگر کسے	[۵]
۲۱	صحیحش لغیرہ نہادند نام (شین ضمیر ۱۲)	والا حسن ہست ذاتی مدام	[۶]
۲۲	ضعیف ار شود جبر او از طریق	حسن آن لغیرہ شود اے شفیق	[۷]
۲۳	ضعیف آنکہ اوی بود مستتر	ندارد شروط صحیح و حسن	[۸]
۲۴	ز شرطش شود جملہ یا بعض دور	عدالت و یا خبط، مروت قصور	[۹]

۲۵	اگر بدعت و فسق و کذب اندر وست	ضعیف این حدیث ار بدانی نکوست	[۱۰]
۲۶	ازو بند معلّل، دگر شاذ و منکر	ہمہ نوع ویے ہست، پس نیک بنگر	[۱۱]
۲۷	مخالف ثقہ گر شود با ثقات	بدان شاذ آنرا تو اے خوش صفات	[۱۲]
۲۸	مخالف ثقہ گر شود با ثقات	بگو شاذ آنرا، تو اے خوش صفات	[۱۳]
۲۹	ثقہ راوی ار نیست مُنکر بود	بر و اعتمادِ تو کمتر بود	[۱۴]
۳۰	وگر ہست در راوی اسبابِ قدح	معلّل بخوانش مکن ہیچ مدح	[۱۵]
۳۱	مقابل بہ معروف مُنکر بود	بدان اصطلاحے کہ نافع شود	[۱۶]
۳۲	بکذب است گر راویش مُتّہم	و را زود موضوع دانی علم	[۱۷]
۳۳	چو دانستن وضع دشوار ہست	بر کذب راوی مناطش شد است	[۱۸]

اقسام حدیث باعتبار روات احادیث دیگر

۳۴	تو اما ضروریِ دین را خلاف	روایت بدان گشت متروک صاف	[۱]
۳۵	صحیحے کہ راویش یک دان غریب	وگر دو عزیزش بدان اے لبیب	[۲]

۳۶	از بیش گر بیس تو مشہور خوان	بہ بخشند یقیں، گر تو اتر بدان	[۳]
		[illegible]	
۳۷	شود جمع یک جا صحیح و غریب	بمعنی شاذ است ہم اے لبیب	[۴]
۳۸	اگر ہر دو راوی موافق بود	متابع بدانش نے پیچ رو	[۵]
۳۹	ولیکن متابع بشرطے بدان	کہ مروی ہم از یک صحابی شد آں	[۶]
۴۰	ہمین شرط در متفق شد عزیز	بخاری چو مسلم کہ آورد نیز	[۷]
۴۱	صحابی اگر دو بود مختلف	بگو شاہد و اعتبار اے نصف	[۸]
۴۲	بلفظ و معنے شد از اتفاق	در امثلہ گو بد اہل وفاق	[۹]
۴۳	وگر معنوی شد توافق درو	دران نحوہ نے تردد بگو	[۱۰]
۴۴	کند ترمذی این حسن را بیان	سلیم از شذوذ و نکارت شد آن	[۱۱]
۴۵	نہ راوی بکذبے بود متصف	نہ فردست راوی او منکشف	[۱۲]
۴۶	ولے بعض افراد را او حسن	بگفت ست واللہ اعلم بفن	[۱۳]

تعریف صحابی و تابعی

۴۷	با یمان لقاے نبی ہر کہ کرد	ومردہ بایمان صحابی ست فرد	[۱]
۴۸	اگر دید اصحاب را ہمچنین	ورا تابعی گفتہ اہلِ یقین	[۲]

بیان اخبار و تحدیث

۴۹	ز اخبار و تحدیث خواہی نشان	یکے ہست نزدیک پیشینیان اے متقدمین ۱۲	[۱]
۵۰	چہ حَدَّثَنَا وچہ اَخْبَرَنَا باشباع فتح دال ۱۲ / فی نسخۃ بالتسکین ۱۲	چہ اَنْبَاَنَا وچہ نَبَّاَنَا باشباع فتح با در ہر دو ۱۲	[۲]
۵۱	ہمہ را بیک رشتہ سفتند وبس	نکردند در فرق چندان ہوس	[۳]
۵۲	کسانیکہ زیشان مؤخر شدند اے متاخرین ۱۲	بتحقیق و دین گوی سبقت زدند	[۴]
۵۳	نمودند تقریر فرق آنچنان	گہرہا فشاندند بر مردمان	[۵]
۵۴	کہ استاد خواند بتلمیذ گر	پس آنست تحدیث ای معتبر	[۶]
۵۵	چو تلمیذ خواند باستاد خود	بلا ریب انبا و اخبار شد	[۷]

۵۶ فقط ههنا تم منا الکلام [۸]

علی مصطفنا الوف السلام

ترجمہ رسالہ اصول حدیث، فارسی منظوم

۱۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے، جو ہر چھوٹی بڑی چیز کا پیدا فرمانے والا ہے۔ اپنی زبان کو پھول کی پتی سے تازہ کرتا ہوں۔

۲۔ حضرت محمد ﷺ کے نام نامی سے جو (آخری) پیغمبر اور ہمارے رہبر ہیں، اپنی بات شروع کرتا ہوں۔

۳۔ احادیث شریفہ اور ان کی قسموں کا حال تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں، دل اور جان سے سنو۔

۴۔ حدیث وہ ہے جو جناب رسول اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہو، وہ چاہے آپ کا ارشاد ہو، یا کام ہو، یا تقریر ہو۔

۵۔ اور یہی تینوں (قول، فعل، تقریر) اگر صحابی یا تابعی سے روایت ہوں وہ حدیث ہے اور سنو (کبھی کبھی) اس کو اثر بھی کہتے ہیں۔

حدیث شریف کی قسمیں راویوں کے حذف کے لحاظ سے

۱۔ روایت اگر رسول اکرم علیہ السلام تک (مسلسل سند سے) پہنچے، اے لائق اعتماد اس کا نام مرفوع ہے۔ (۶)

۲۔ اور اگر صحابی تک پہنچ کر رہ گئی، تو اس کا نام موقوف ہے۔

۳۔ اور اگر حدیث (کی سند) تابعی پر ختم ہو جاتی ہو، تو اے خدا سے ڈرنے والے، اس کا نام مقطوع ہے۔ (۸)

۴۔ موقوف اور مقطوع کو اہل فن اثر کہتے ہیں۔ (۹)

۵۔ اگر (حدیث کی سند میں) کسی (بھی) راوی کا نام غائب نہیں ہے، تو بلا شبہ (حدیث) متصل ہے (۱۰)

۶۔ اور اگر حدیث کی سند کے درمیان میں سے کوئی راوی حذف ہوں، تو اس کو منقطع کہنے کے علاوہ کوئی صورت وتدبیر نہیں۔ (۱۱)

۷۔ اور اگر شروع (سند) سے کسی راوی کا نام حذف ہو گیا، تو اس روایت کو

اے عزیز معلق کہیے۔ (۱۲)

۸۔ اور اگر روایت کی سند تابعی تک ہے صحابہ تک نہیں پہنچی، تو اس کو (سند کے لحاظ سے) مرسل جاننا اور عمل کرنا چاہیے۔ (۱۳)

۹۔ اور اگر حدیث کی سند سے مسلسل چند راویوں کے نام موجود نہیں، تو اے حوصلہ مند یہ حدیث معضل ہے۔ (۱۴)

۱۰۔ اور اگر حدیث کے راویوں میں تسلسل موجود نہیں، تو اس حدیث کو منقطع کہنا چاہیے اور اس بات سے (خوب) واقف رہو۔ (۱۵)

حدیث شریف کی قسمیں رجال (راویانِ حدیث) کی قوت اور ضعف کے لحاظ سے

۱۔ حدیث شریف کے صحیح و حسن کو ضرور یاد رکھنا چاہیے تاکہ تمہارے دل کے سامنے نور روشن ہو جائے۔ (۱۶)

۲۔ اگر احادیث کا راوی نہایت عادل اور صحیح یاد رکھنے والا ہو اس حدیث کی سند مسلسل (بلا کسی کمی کے) رسول اکرم ﷺ تک جاتی ہو۔ (۱۷)

۳۔ تو اس حدیث کو فن حدیث کے ماہرین (محدثین) حدیث صحیح کہتے ہیں، پھر یہ بھی سنو کہ حدیث صحیح کی بھی دو قسمیں ہوتی ہیں، (صحیح لذاتہ اور صحیح لغیرہ) (۱۸)

۴۔ اگر حدیث کی صحت کے تمام شرائط پورے طور پر پائے جائیں گے تو اس حدیث کو فوراً صحیح لذاتہ کہو۔ (۱۹)

۵۔ لیکن اگر راوی کی یادداشت اور اعتماد مکمل نہ ہو، لیکن اس کی کمی کسی اور ذریعہ سے پوری ہو جاتی ہے۔ (۲۰)

۶۔ تو اس حدیث کا صحیح لغیرہ نام رکھیں گے، ورنہ وہ روایت حسن لذاتہ ہے۔ (۲۱)

رسائل اصول حدیث، مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ

۷۔ اور اگر کسی اور ذریعہ (سند) سے اس کا ضعف دور ہو جائے، تو اے مہربان، وہ حدیث حسن لغیرہ ہو جائے گی۔ (۲۲)

۸۔ ضعیف حدیث وہ ہے جس کے راوی کمزور (روایت و) خیال کے ہوں اور اس روایت میں حسن و صحیح کی شرطیں نہ پائی جاتی ہوں۔ (۲۳)

۹۔ صحیح و حسن کی بعض شرائط اس میں سے ختم ہو گئی ہوں، یا روایت کرنے والوں کی عدل و دیانت میں کمی ہو گئی ہو، یا اس کے ذہن و حافظہ یا اخلاقی کیفیت میں کمی ہو۔ (۲۴)

۱۰۔ اگر راوی حدیث میں جھوٹ، بدعت، یا فسق پایا جائے تو اس کی احادیث کو ضعیف کہیں، یہی بہتر ہے۔ (۲۵)

۱۱۔ حدیث کی قسموں میں معلل نیز شاذ اور منکر بھی ہیں، اور اے نیک پیکر! یہ سب حدیث ضعیف کی قسمیں ہیں، اگر کوئی ثقہ راوی حدیث معتبر روایت حدیث کے خلاف نقل کرے، اے خوش صفات! اس کو حدیث شاذ کہو۔ (۲۶)

۱۲۔ اگر اس روایت کے نقل کرنے والے ثقہ (معتبر) نہیں ہیں تو یہ حدیث منکر ہو گی اور اس پر تمہارا اعتماد بھی کم ہو گا۔ (۲۷)

۱۳۔ اور اگر اس روایت کے راوی میں (جرح) کے اسباب پائے جائیں، تو اس کو معلل کہنا چاہئے اور اس کی کچھ بھی تعریف نہ کرنی چاہئے۔ (۲۸)

۱۴۔ معروف کے مقابل میں منکر ہو گا، ان اصلاحات کو جان لو، فائدہ مند ہوں گی۔ (۲۹)

۱۵۔ اگر راوی پر جھوٹ کا الزام ہے (جھوٹا ہے) تو اس کو فوراً موضوع جاننا چاہئے۔ (۳۰)

۱۶۔ چوں کہ موضوع روایتوں کا پہچاننا مشکل ہے، اس لئے راوی کے جھوٹا ہونے پر ہی اس کی بنیاد ہے۔ (۳۱)

رواتِ احادیث کے لحاظ سے حدیث کی اور قسمیں

۱۔ جو روایت دین کے ضروری (اصول و) قواعد کے خلاف ہو اس کو صاف، صاف متروک جاننا چاہئے۔ (۳۲)

۲۔ وہ صحیح روایت کہ جس کا راوی ایک ہو اس کو غریب جانو، اور اگر راوی دو ہوں تو اے فاضل! اس روایت کو عزیز سمجھنا چاہئے۔ (۳۳)

۳۔ اگر حدیث کے راوی دو سے زیادہ ہوں، تو اس کو مشہور سمجھو اور اگر ان کی راویوں کی تعداد درجہ یقین تک پہنچ جائے تو اس حدیث کو متواتر جانو۔ (۳۴)

۴۔ اگر صحیح اور غریب ایک ہی روایت میں جمع ہو جائیں اے دوست! یہ روایت بھی شاذ کے معنی میں ہے۔ (۳۵)

۵۔ اگر دونوں راوی (حدیث کے مفہوم میں) متفق ہوں، تو اس حدیث کو بلا تکلف متابع جاننا چاہئے۔ (۳۶)

۶۔ لیکن متابع ہونے کے لئے یہ شرط جان لو کہ دونوں کی روایت ایک ہی صحابی سے ہو۔ (۳۷)

۷۔ پیارے! یہی شرط (کہ دونوں کی روایت ایک ہی صحابی سے ہو) متفق (علیہ) میں ہے، یعنی جس کو امام بخاری اور مسلم نقل فرمائیں۔ (۳۸)

۸۔ اور اگر روایت میں صحابی مختلف ہوں، تو اے منصف! ایسی روایتوں کو شاہد و اعتبار کہیں گے۔ (۳۹)

۹۔ اور اگر دونوں روایتوں کے الفاظ معانی میں اتفاق ہو، تو اس کو اہل علم مثلہ کہتے ہیں۔ (۴۰)

۱۰۔ اور دو روایتوں معنی کے لحاظ سے مطابقت ہو تو اس کو بلا تامل نحوہ کہدو۔ (۴۱)

۱۱۔ امام ترمذی نے اس کو حسن کے نام سے ذکر کیا ہے، جو منکر وشاذ کے عیب سے پاک ہو۔ (۴۲)

۱۲۔ جس کے راوی پر جھوٹ کا الزام نہ لگایا گیا ہو، راوی اکیلا بھی نہ ہو اور معلوم ہو۔ (۴۳)

۱۳۔ لیکن بعض اصحاب نے اس کو حسن کہا ہے، اللہ تعالیٰ ہی اس کا زیادہ جاننے والا ہے۔ (۴۴)

صحابی اور تابعی کی پہچان

۱۔ جو حضرات نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے ایمان کی دولت کے ساتھ مشرف ہوئے اور اسلام پر وفات پائی، وہ سب صحابی ہیں۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین) (۴۵)

۲۔ اور اگر اسی طرح ایمان کی حالت میں حضرات صحابہؓ کی زیارت کی اور ایمان پر ہی وفات پائی، انکو اہل یقین تابعی کہتے ہیں (رحمہم اللہ تعالیٰ) (۴۶)

اخبار وتحدیث (اخبرنا وحدثنا) کا تذکرہ

۱۔ اگر تم اخبرنا اور حدثنا کی وضاحت جاننا چاہو تو یہ دونوں متقدمین (ابتدائی دور کے علمائے محدثین) کے یہاں ایک ہی (معنی کے لئے) استعمال ہوتے ہیں۔ (۴۷)

۲۔ کیا حدثنا (حدیث روایت کی) اور کیا اخبرنا (ہمیں خبر دی) اور کیا انبأنا (ہمیں اطلاع دی) اور کیا نبأنا۔ (۴۸)

(وہ ان سب کو ایک ہی رشتہ میں پروتے ہیں، ایک معنی، مفہوم کے لئے استعمال کرتے ہیں) اور ان میں فرق کا کچھ بھی اہتمام نہیں کرتے۔ (۴۹)

مگر جو اصحاب ان کے بعد ہوئے ہیں، وہ دین کی تحقیق میں میلوں آگے نکل گئے ہیں۔ (۵۰)

انہوں نے اس کے فرق کو اس طرح بیان کیا ہے کہ جیسے لوگوں پر لعل وجواہ

برساتے ہیں، یعنی نہایت نفیس ولطیف اور قیمتی مباحث بیان کئے ہیں) (۵۱)
(انہوں نے ان سب الفاظ میں یہ فرق بیان فرمایا ہے کہ) اگر استاد پڑھے
شاگرد سنے، تو اے لائق اعتماد یہ تحدیث (حدثنا) ہے۔ (۵۲)
اور اگر شاگرد استاد سے پڑھے تو بلاشبہ یہ انباء واخبار ہے۔ (۵۳)

فقط ههنا تم منا الكلام
على مصطفٰنا الوف السلام

بس یہیں میری بات پوری ہوگئی
ہمارے نبی برحق حضرت محمد مصطفٰی ﷺ پر لاکھوں درودو سلام ہوں۔ (۵۴)

منہ رحمہ اللہ فی العربیۃ

ای من المفتی الٰہی بخش رح ۱۲

اَلْمَرْفُوْعُ مَا انْتَهٰى اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا رَفْعٌ صَرِيْحٌ اَوْ يُقَالُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا مَثَلًا اَوْ رَفَعَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْمَوْقُوْفُ مَا انْتَهٰى اِلَى الصَّحَابَةِ وَهُمَا اَعَمُّ مِنْ اَنْ يَكُوْنَا قَوْلًا اَوْ فِعْلًا اَوْ تَقْرِيْرًا وَالْمَقْطُوْعُ مَا انْتَهٰى اِلَى التَّابِعِيْنَ وَقَدْ يُطْلَقُ عَلَى الْمَوْقُوْفِ وَالْمَقْطُوْعِ لَفْظُ الْاَثَرِ وَاعْلَمْ اَنَّهُ اِذَا لَمْ يَسْقُطْ مِنْ رُوَاتِ الْحَدِيْثِ اَحَدٌ فَهُوَ مُتَّصِلٌ وَاِنْ سَقَطَ مِنَ الْوَسَطِ فَهُوَ مُنْقَطِعٌ وَاِنْ سَقَطَ مِنْ مَبَادِی السَّنَدِ فَهُوَ مُعَلَّقٌ وَاِنْ سَقَطَ مِنْ اٰخِرِ السَّنَدِ بَعْدَ التَّابِعِیِّ فَهُوَ مُرْسَلٌ وَاِنْ سَقَطَ مِنْ اَسْمَاءِ الْاِسْنَادِ رَاوِيَانِ مُتَوَالِيَانِ فَهُوَ مُعْضَلٌ وَبِلَا تَوَالٍ

فهو منقطع ولو كان الحديث مخالفاً لروايات

الثقات فهو شاذ وان كان راويه ثقة

والا فمنكر ويقابله الحديث المعروف

اى وان لم يكن راويه ثقة وتكون الحديث مخالفاً لروايات الثقات

وان في راويه شيء من الاسباب المفاسدة في صحته

فمعلل وان توافق الراويان فهو متابع

فان طابق الحديثان لفظاً ومعنى فيقال

روى فلان مثله وان توافقا معنى فيقال

روى نحوه وشرط في المتابعة ان يكونا مرويين

فلان ١٢

من صحابي واحد وان كانا من صحابيين

فهو شاهد ويقال له الاعتبار

ايضاً تم والله الحمد اولاً وآخراً وظاهراً
وباطناً

باز میگوید بندهٔ مسکین محمد نظام الدین کرانوی که چون این رساله منظومه [illegible]

از عزیزان [illegible] خصوصاً عزیز القدر مشتاق احمد صاحب [illegible]

بتغییر [illegible] مولوی مرزا محمد یعقوب بیگ صاحب [illegible]

اردو ترجمہ رسالہ اصول حدیث عربی

تالیف حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ

مرفوع: (وہ حدیث ہے جو براہ راست) حضرت رسول اکرم ﷺ پر ختم ہوتی ہو اور یہ رفع (اتصالِ سند) صاف و صریح ہو، یا مثلاً کہا جائے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مرفوعاً روایت ہے۔ یا اس کو ابن عباسؓ نے مرفوعاً بیان کیا ہے۔

موقوف: جو (روایت) صرف حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین تک پہنچتی ہو، وہ چاہے قولی روایت ہو، فعلی ہو، یا تقریری ہو۔

مقطوع: جو (صرف) حضرات تابعین (رحمہم اللہ تعالیٰ) تک پہنچتی ہو، کبھی کبھی موقوف اور مقطوع کے لئے لفظ اثر بھی بولا جاتا ہے، یعنی اس کو اثر بھی کہتے ہیں۔ اور جان لو کہ اگر رواۃ حدیث میں کوئی راوی نامعلوم اور غائب نہ ہو تو، وہ روایت **متصل** ہے۔

اگر روایت کی سند کے بیچ میں سے کسی راوی کا نام نامعلوم ہے تو وہ **منقطع** ہے۔ اور اگر روایت کے پہلے راوی کا نام معلوم نہیں، تو وہ **معلق** ہے۔

اگر تابعی کے نام کے بعد راوی کا نام نامعلوم ہے تو وہ **مرسل** ہے اور اگر سند کے ناموں میں سے کئی راویوں کے نام متواتر غائب ہوگئے (معلوم نہیں) تو وہ روایت **معضل** ہے، اور اگر مسلسل غائب نہیں، بلا تواتر ایک دو غائب ہیں، وہ **منقطع** ہے۔

جو روایت معتبر (ثقہ) راویوں کی روایت (و نقل) کے خلاف ہے، تو اگر اس کا نقل کرنے والا ثقہ (معتبر) ہے، تو یہ روایت **شاذ** ہے۔ اگر ایسا نہیں (راوی ثقہ اور معتبر نہیں) تو یہ روایت **منکر** ہے اور اس کے مقابل حدیث حدیث **معروف** ہے۔

اور جس روایت کی صحت میں کمزوری ہو، کوئی خاص علت پائی جاتی ہو تو یہ روایت معلل ہے۔

اگر دو راوی ایک حدیث کی نقل و روایت میں متفق ہیں تو یہ متابع ہیں اور اگر دو حدیثیں لفظ و سند دونوں میں (متفق) ہوں، تو کہا جائے گا، ''روی فلاں مثلہ'' فلاں نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

اگر یہ مطابقت (لفظاً نہ ہو) صرف معنیً ہو تو کہا جائے: ''روی فلاں نحوہ'' اور متابعت میں یہ شرط کی گئی ہے کہ دونوں راوی ایک ہی صحابی سے روایت کر رہے ہوں، اگر (ایک صحابی سے نہیں، بلکہ) دو صحابیوں سے روایت کر رہے ہوں تو وہ شاہد ہے، اس کو اعتبار بھی کہا جاتا ہے۔

والحمد للہ اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً

رسالہ اصول حدیث فارسی منظوم، بخط حضرت مفتی الٰہی بخش

۱۵۲

